

التحقيق المفيد في حديث

”اجعلوا آخر صلاتكم بالليل وترا“

من العزيز الحميد

تصنيف

ابى المحبوب سيد انور شاه راشدى حفظه الله

[Http://syedanwarshahrashdi.blogspot.nl/](http://syedanwarshahrashdi.blogspot.nl/)

## پیش نظر

زیر نظر مضمون ہمارے مدوح اور راشدی خاندان کے چشم و چراغ الحافظ ابوالمحبوب سید انور شاہ راشدی حفظہ اللہ کا ہے۔ آپ بے شمار تحقیقی مضامین لکھ چکے ہیں کچھ تو ماہانہ رسالہ ”دعوت اہل حدیث“ اور ”الاعتصام“ میں شائع ہو چکے ہیں اور کچھ مضامین فی الحال شائع نہیں ہو سکے۔ فن حدیث اور فن رجال آپ کا خاص موضوع ہے۔ آپ اب تک کئی ایک اہم کتب فن رجال پر تالیف کر چکے ہیں مثلاً تراجم شیوخ ابی عوانہ، اسی طرح وہ رواقہ جن کے متعلق شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھے نہیں ملا تو ان کو تلاش کیا ہے اور یہ بھی ایک مستقل کتاب ہے اسی طرح ان کے دادا امجد شیخ محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ نے بھی کئی ایک تراجم کے متعلق لکھا ہے کہ وہ مجھے نہیں ملے ان پر بھی ایک قیمتی رسالہ مکمل کر چکے ہیں والحمد للہ۔ جن کا ذکر شیخ ابن بشیر حفظہ اللہ اپنے ایک مضمون ”راشدی خاندان کے موجودہ محقق کی داستان!“ میں بیان کر چکے ہیں۔

آپ کا یہ مضمون بھی رسالہ ”دعوت اہل حدیث“ میں شائع ہو چکا ہے۔ اس مختصر مضمون میں شیخ محترم حفظہ اللہ نے ان لوگوں کا رد کیا ہے جو وتر کے بعد کوئی نفل وغیرہ پڑھنے سے منع کرتے ہیں اور صحیح بخاری کی حدیث **”اجعلوا آخر صلاتکم باللیل و ترا“** کا جو عام مفہوم پیش کرتے ہیں اُس کا بھی علمی انداز میں رد کیا ہے۔ اس مضمون میں آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ ان کا اس حدیث سے استدلال غلط ہے اور اس بارے میں جتنے بھی اعتراضات اور شکوک و شبہات پھیلائے جاتے ہیں ان سب کا انتہائی محققانہ انداز میں جواب دیا ہے۔ ایک صاحب نے آپ کے اس مضمون کا تعاقب کرنے کی کوشش کی لیکن افسوس کہ وہ اپنے موقف کو ثابت کرنے کیلئے کوئی ٹھوس دلیل پیش نہ کر سکا۔ شیخ محترم نے اس کے تعاقب کا تفصیلی جواب اپنے مضمون **”موج البحر فی تائید التحقیق المفید والرد علی الرد علی التحقیق الجلی“** و **تحقیق مسائل الوتر“** میں دیا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ سے مزید اپنے دین کا کام لے اور آپ کے علم و عمل میں برکت فرمائے (آمین)

دعاؤں کا طالب

ابن ادریس

## نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، أما بعد

رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں لوگوں کا یہ معمول نظر آتا ہے کہ وہ امام کے ساتھ تراویح کی نماز ادا کرنے کے بعد وتر چھوڑ دیتے ہیں، دریافت کرنے پر یہ جواب دیا جاتا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے وتر کو رات کی آخری نماز بناؤ“ اور ہم کو مزید قیام اللیل کرنا ہے۔ اگر وتر ابھی پڑھ لیں گے تو پھر مزید ہم قیام اللیل نہیں کر سکیں گے، لہذا ہم حدیث کو مد نظر رکھتے ہوئے وتر قیام اللیل کے بعد پڑھیں گے۔ مزید ایک دو صورتیں اور بھی ہیں جن کو رسالہ الحدیث حضور شماره (۹۵)، میں بسلسلہ سوال و جواب میں ذکر کیا گیا ہے۔ دراصل حدیث مبارک کا یہ مفہوم نہیں ہے جو عام طور پر لیا جاتا ہے کہ وتر ہر صورت رات کی نماز کے آخر میں ہی پڑھا جائے، اور اس مفہوم سے ہم کو جتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور پھر ان کو حل کرنے کیلئے جتنے پاؤں بیلنے پڑتے ہیں ان سے ہم اچھی طرح باخبر ہیں۔ ان باتوں کے پیش نظر ہم قارئین کرام کیلئے چند سطریں سپرد قریاس کر رہے ہیں۔ دعا ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ عالیہ میں شرف قبولیت بخشے۔ (آمین)

قارئین عظام! نماز وتر کا مقصد یہ ہے کہ رات والی نماز کو رکعات کی تعداد کے اعتبار سے وتر (طاق) کیا جائے، یعنی رات کو جتنی بھی نماز پڑھی جائے، پڑھتا رہے، کسی قسم کی کوئی ممانعت نہیں، مگر آخر میں نماز فجر (صبح صادق) سے پہلے جب ان رکعات کو شمار کیا جائے تو وہ طاق ہوں جفت نہ ہوں۔ اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وتر ایک مخصوص نماز ہے جس کو رات کی نماز میں سب سے آخر میں پڑھا جائے اور اس کے بعد کسی بھی نفل پڑھنے کی اجازت نہیں۔ گویا ایک شخص متصل عشاء نماز کے بعد وتر پڑھ لیتا ہے تو اب وہ ساری رات فجر کی نماز تک کوئی بھی نفل، تہجد، تحیۃ الوضوء، تحیۃ المسجد، صلاة التبیح یا صلاة الحاجہ وغیرہا کسی قسم کی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ کیونکہ ان کی تحقیق کے مطابق وتر سب نمازوں کے آخر میں پڑھنا ہے اس لئے اگر کسی نے متصل عشاء نماز کے بعد وتر پڑھ لیا تو اس کیلئے اب نفل وغیرہ ہر قسم کی نماز کا دروازہ بند ہو گیا۔ حالانکہ یہ بات قطعاً کسی بھی طور پر درست نہیں، اس لئے کہ ایک طرف تو آپ ﷺ خود صلاة اللیل کی بڑی اہمیت و فضیلت بیان کریں اور دوسری طرف

اس کا دروازہ بھی بند کر دیں۔

مزید آپ ﷺ کا عمل بھی اس کے برعکس ہے، یعنی وتر کے بعد دو رکعات بیٹھ کر پڑھنا، جیسا کہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ اور یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ ﷺ ہمیں تو حکم کریں کہ تم لوگ وتر سب سے آخر میں پڑھو اور اس کے بعد کوئی بھی نماز نہ پڑھو۔ (یعنی ہمارے لئے قیام اللیل کا دروازہ بند کر دیں) لیکن خود اس پر عمل نہ کریں اور وتر کے بعد ہمیشہ دو رکعات بیٹھ کر پڑھتے رہیں اور کوئی صحابی رضی اللہ عنہ اس پر سوال بھی نہ کرے۔ بعض لوگوں کو (آج کل) یہ بند دروازہ کھولنے کیلئے ایک طریقہ سوچا (اگرچہ آپ ﷺ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں) کہ اگر کسی نے تہجد وغیرہ پڑھنا ہے تو اب اس کو اس پہلے وتر کو دوبارہ ایک رکعت پڑھ کر توڑنا ہوگا (اس کو نقض وتر کہا جاتا ہے) (1)

اب اس کی ساری رات کی نماز جفت ہو گئی، لہذا اب تہجد وغیرہ پڑھ کر پھر دوبارہ آخر میں وتر پڑھے، اگر یہ نہیں کر سکتا تو اس کیلئے وتر کے بعد ساری رات ہر قسم کی نفلی نماز ممنوع ہو جائے گی، اور آپ ﷺ نے جو وتر کے بعد دو رکعات بیٹھ کر پڑھی ہیں اس کا بعض اہل علم یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ نفل صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص تھے ہم نہیں پڑھ سکتے۔ اور بعض اہل علم حضرات یہ جواب دیتے ہیں کہ وتر کو نماز کے آخر میں پڑھنے کا حکم وجوبی نہیں، بلکہ استحبابی ہے (یعنی وتر آخر میں پڑھا جائے تو افضل قرار دیتے ہیں) اس لئے اگر وتر کے بعد کبھی بیٹھ کر دو رکعات پڑھ لئے جائیں تو اس کی اجازت ہے۔ لیکن ان سب جوابات کا حدیث شریف میں کوئی ثبوت نہیں بلکہ اپنے ہی جال میں پھنسنے کے بعد نکلنے کا خود ساختہ چارہ ہے۔

**تنبیہ:** وتر کے بعد بیٹھ کر دو رکعات پڑھنے کے متعلق ہمارے جد امجد سید محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ کے

(1) نقض وتر کے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہما قائل ہیں، اور یہ بات ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ یہ عمل

ان کی رائے سے ہے، حدیث سے نہیں ہے۔ (مسند ابن الجعد ۷۳۷)

تحقیقی مقالہ (جو محدث عبدالقادر حصاروی رحمہ اللہ کے تعاقب میں لکھا گیا) کا مطالعہ قارئین کیلئے نہایت مفید رہے گا اور ان لوگوں کا اس مقالہ میں زبردست رد ہے جو بیٹھ کر ان دور رکعات کو محض آپ ﷺ کا خاصہ قرار دیتے ہیں ملاحظہ ہو فتاویٰ راشدیہ صفحہ 335 (2)

قارئین کرام! درحقیقت ہمیں حدیث کا صحیح مفہوم یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث سے رات کی نماز کی سب رکعات کو ملا کر طاق کرنا ہے، اور اس طرح کرنے سے آپ ساری رات کسی وقت کوئی بھی نفل پڑھ سکتے ہیں، اور ان ساری رکعات کو عشاء نماز کے بعد ہی وتر (طاق) کر لیں یا تہجد کے وقت پر، لیکن اصل مقصود طاق کرنا ہے اور وتر (طاق) کرنے کے بعد بھی اگر نماز پڑھنا چاہیں تو پڑھتے رہیں، اس طرح کتنے بھی آپ نفل پڑھیں آپ کی رات کی نماز طاق ہی رہے گی، جفت نہ ہوگی۔ اب اگر آپ آخر میں سنت کے مطابق دور رکعت بیٹھ کر پڑھیں گے تب بھی آپ کی رات کی پوری نماز وتر ہی رہے گی، جفت نہ ہوگی۔

مثلاً ایک شخص عشاء کی نماز کے بعد ایک یا تین رکعات پڑھ کر اپنی رات کی نماز کو طاق کر لیتا ہے اور اس کے بعد اگر وہ تحیۃ الوضوء پڑھے پھر بھی اس کی نماز طاق ہی رہے گی، نیند سے بے چین ہو کر اٹھا اور اس بے چینی کو ختم کرنے کیلئے اگر دور رکعات پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے، یا رات کو اٹھ کر تہجد پڑھے پھر بھی کوئی حرج نہیں، یعنی اب اگر وہ کتنے بھی نفل وغیرہ پڑھے اس کی رات والی نماز طاق ہی رہے گی، جفت نہ ہوگی اور اس پر کچھ احادیث بھی مروی ہیں ملاحظہ فرمائیں!

سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے پاس وتر کے متعلق گفتگو کی، تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں وتر پڑھ کر ہی سوتا ہوں پھر اگر میں نیند سے اٹھ جاتا ہوں تو

(2) اور یہ خاصہ بھی اس لئے قرار دیتے ہیں کہ حدیث کا ترجمہ صحیح نہیں کیا جاتا، اس لئے یہ تاویل کی جاتی ہے، اور اگر ترجمہ صحیح کیا جائے تو پھر الحمد للہ کسی قسم کی تاویل کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔



جفت رکعات پڑھ لیتا ہوں، پھر آگے فرمایا: الی الصباح (یعنی صبح تک ایسا ہی کرتا ہوں) ”اور عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: “مگر میں نماز کو جفت کر کے سوتا ہوں، پھر سحری کے وقت وتر پڑھ لیتا ہوں تو آپ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: **”حذر هذا“**، یہ احتیاط کرنے والا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: **”قوی هذا“** یہ قوی (طاقت والا ہے) مصنف عبدالرزاق (۴۶۲۴)

اسی طرح یہ روایت سنن ابی داؤد میں بھی ہے، اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے خود ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا کہ تم وتر کس طرح پڑھتے ہو؟ تو ان دونوں کے جواب پر آپ ﷺ نے فرمایا: اس (ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے احتیاط کی بناء پر ایسا کیا اور عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: کہ اس نے طاقت کی بناء پر ایسا کیا۔ (۱۳۱، ۱۹۴/۳)

یعنی وتر اول وقت اور آخر وقت (بلکہ اوسط) میں بھی پڑھ سکتے ہیں، جو رات کو سو کر اُٹھنے پر قادر ہو تو (اگر چاہے تو) وہ سونے سے پہلے وتر نہ پڑھے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ کرتے تھے، اور جو سونے کے بعد اُٹھنے پر قادر نہ ہو تو بھلے وہ وتر پڑھ کر ہی سوئے۔ اصل مقصود رات کی نماز کو طاق کرنا ہے نہ کہ وتر کو نماز کے آخر میں رکھنا ہے، اور یہ نماز کو طاق کرنا اول، اوسط اور آخر تینوں اوقات میں سے کسی بھی وقت کر سکتے ہیں۔ مگر افضل وقت وتر کیلئے رات کا آخر ہے۔

اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: **اوصانی خلیلی ﷺ بثلاث لا ادعمن لشی، اوصانی بصیام ثلاثة أيام من کل شهر، ولا اناہ الا علی وتر ویسبحة الضحی فی الحضر والسقر**

فرماتے ہیں کہ مجھے میرے دوست (آپ ﷺ) نے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے، جنہیں میں سفر میں چھوڑتا ہوں نہ حضر میں، مجھے ہر مہینے تین روزوں کی وصیت فرمائی اور نہ سویا کروں مگر وتر پڑھ کر اور حضور و سفر میں نماز چاشت کی۔ (ابوداؤد ۳/۱۹۴)

قارئین عظام! اگر وتر کورات کی نماز کے آخر میں کرنا مقصود ہے تو مذکورہ دونوں روایات میں آپ ﷺ نے دونوں صحابیوں (ابو بکر و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما) کو کیوں منع نہیں کیا کہ وتر پڑھ کر کیوں سوتے ہو؟ کیا تہجد وغیرہ (اگرچہ فرض نہیں) نہیں پڑھو گے؟ منع کرنا دور کی بات ہے آپ ﷺ نے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وتر پڑھ کر سونے کی وصیت فرمائی۔ ایک طرف فرما رہے ہیں کہ وتر کورات کی آخری نماز بناؤ، اور دوسری طرف خود ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عمل پر سکوت فرما رہے ہیں، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وصیت فرما رہے ہیں کہ وتر پڑھ کر ہی سویا کرو۔

مزید یہ کہ یہ دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما جب رات کو وتر پڑھ کر سوتے ہوں گے تو کیا ان کے شان عالی میں یہ ظن رکھا جاسکتا ہے کہ پوری زندگی انہوں نے تہجد وغیرہ نہیں پڑھی ہوگی۔ ہم تو ان پاکیزہ شخصیات کے بارے قطعاً یہ ظن رکھنے کی جرأت نہیں کر سکتے کہ انہوں نے پوری زندگی تہجد وغیرہ نہیں پڑھی۔ بلکہ (جیسا کہ مذکورہ صفحات میں گزرا) سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے صراحتاً ثابت ہے کہ وہ سونے کے بعد جب اُٹھتے تھے تو جفت رکعات پڑھتے تھے، اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی رات کو (نیند سے) اُٹھے اپنی نماز کی شروعات دو ہلکی رکعتوں سے کرے۔ (صحیح مسلم ۷۶۸)

اس روایت میں تو عمومی حکم ہے کہ جس نے وتر پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو، دونوں قسم کے لوگ اس میں شامل ہیں مزید آپ ﷺ اس بات سے آگاہ تھے کہ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم (مثلاً ابو بکر و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما) وتر پڑھ کر ہی سوتے ہیں اور جب انہوں نے وتر پڑھ لیا تو اب وہ وتر کے بعد جفت رکعات کیسے پڑھیں گے؟ کیونکہ وتر کو نماز کے آخر میں ہی رکھنا ہے۔ بتایا جائے، اس کا حل کیا ہے؟ دراصل (جیسا ہم پہلے عرض کر آئے ہیں) رات کی نماز کو رکعات کے اعتبار سے وتر (طاق) کرنا ہے نہ کہ وتر کورات کی آخری نماز بنانا ہے، اور نماز کو اول، اوسط اور آخر وقت میں سے کسی بھی وقت طاق کیا جاسکتا ہے، مثلاً ایک شخص نے عشاء کی نماز کے بعد تین رکعات وتر پڑھ لئے پھر وہ رات کو جاگ جاتا ہے اب اس نے دو، چار، چھ، آٹھ یا اس سے زیادہ جفت رکعات تہجد کی پڑھیں یعنی فجر

تک۔ بتائیں اس شخص کی رات والی نماز آخر تک طاق رہی یا نہیں۔ ذیل میں ہم اس کا نقشہ بناتے ہیں تاکہ قارئین با آسانی سمجھ سکیں:

عشاء نماز کے متصل بعد سونے سے پہلے	وتر	تہجد	آخر
	+۳	۲	۵=
	+۳	۴	۷=
	+۳	۶	۹=
	+۳	۸	۱۱=

قارئین دیکھیں اور اچھی طرح اس نقشہ پر غور کریں کہ رات کی نماز کی (آخر) انتہا طاق رکعات پر ہے یا جفت پر۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز کی (آخر) انتہا طاق رکعات پر ہوئی ہوگی یا جفت پر۔ درحقیقت یہ

ساری الجھنیں اور مشکلات حدیث کا غلط ترجمہ کرنے سے پیدا ہوئی ہیں۔ حدیث کے الفاظ ہیں: **اجعلوا آخر**

**صلاتکم باللیل و ترا**۔ اور اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ اپنی نماز کی انتہا طاق رکعات پر کرو۔ ہماری بحث

اور نقشہ کا اس ترجمہ کے مابین موازنہ کیا جائے۔ پھر دیکھیں ایک مفہوم ہے کہ نہیں، اور اس طرح ہماری ساری

الجھنیں بفضل اللہ تعالیٰ دور ہو جاتی ہیں، ہاں اگر حدیث کے الفاظ اس طرح ہوتے: **اجعلوا وترکم فی**

**آخر الصلاة**۔ یعنی اپنے وتر کو رات کی نماز کے آخر میں ہی پڑھنا ہے۔ لیکن حدیث کے الفاظ اس طرح نہیں

ہیں، بہر کیف اس حدیث کا صحیح مفہوم یہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے کہ رات کی نماز کی انتہا طاق رکعات پر ہو۔

اس طرح ساری بات حل ہو جاتی ہے اور کسی بھی وقت کا سامنا نہیں ہوتا۔ وتر اول وقت میں پڑھیں، اوسط میں یا

آخر میں۔ وتر کے بعد بیٹھ کر دو نفل پڑھیں یا تہجد کے وقت رات میں (وتر پڑھنے کے بعد) دو نفل پڑھیں یا دس

نفل، کوئی ممانعت نہیں۔ نہ وتر کو توڑنے کی ضرورت اور نہ ہی اپنی من پسند تاویلات کی ضرورت، اس کے علاوہ

رات میں دو مرتبہ وتر پڑھنے کی ممانعت بھی آئی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: **لا وتران فی لیلۃ** یعنی



ایک رات میں دو وتر نہیں۔ (ابوداؤد ۳/۱۹۶، ۱۴۳۶)

ہمارے اس موقف کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: رات کی نماز دو رکعتیں ہیں، پھر جب کسی کو صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ ایک رکعت اور پڑھ لے، وہ اس کی پڑھی ہوئی نماز کو وتر (طاق) بنا دے گی۔ (صحیح البخاری ۹۹۰)

گویا اس حدیث میں وضاحت ہو گئی کہ وتر کا مقصد دراصل رات کی نماز کو طاق بنانا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مسند ابی عوانہ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روایت ہے جس میں وہ فرماتی ہیں:

**كان رسول الله ﷺ يصلي من الليل حتى تكون آخر صلاته الوتر**

یعنی آپ ﷺ رات کو نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی نماز کی انتہا طاق (رکعات) پر ہوتی تھی۔ (۳۲۹/۲)

معزز قارئین ہم اگر اس حدیث کا بھی ترجمہ اس طرح کریں کہ آپ ﷺ رات کو نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی آخری نماز وتر ہوتی تھی تو ان احادیث کا ہم کیا کریں گے کہ جن میں آیا ہے کہ آپ ﷺ وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے، یعنی آپ ﷺ کی آخری نماز وتر نہیں بلکہ وتر کے بعد بیٹھ کر دو رکعات ہوا کرتی تھیں، لہذا اس روایت کا اگر وہی ترجمہ کیا جائے (جو ہم نے کیا ہے اور صحیح بھی وہی ہے) تو پھر ان روایات کے مابین کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں رہتا۔ بصورت دیگر اس اختلاف کا حل کیا ہے بتایا جائے؟ بہر کیف ہمیں حدیث کا صحیح مفہوم یہی اقرب الی الصواب نظر آتا ہے مزید اللہ اعلم الحاکمین بہتر جانتا ہے۔

**هذا ما عندي والله اعلم بالصواب**